روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴ / ۳۹ | ہفتہ ۱۴ شوال ۱۴۰۹ھ ج ۲۰ ہجرت ۱۳۶۸ھ ش ۲۰ مئی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی صحت کے بارے میں خصوصی دعاؤں کی تحریک

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ، رقم فرماتی ہیں۔

۱۔ عزیزم مکرم مرزا مبارک احمد صاحب کی طبیعت کچھ دنوں سے اینجائنا کی وجہ سے خراب ہے۔ گذشتہ سال لندن میں ان پر دل کا حملہ ہوا تھا۔ وہاں کچھ عرصہ ہسپتال میں بھی داخل رہے۔ آجکل پھر اینجائنا کی تکلیف ہو رہی ہے۔ احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو جلد صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور لمبی زندگی سے نوازے۔

۲۔ عزیزم مکرمی ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو بھی دو برس ہوئے دل کا شدید حملہ ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے صحت حاصل ہوئی۔ ان کو پچھلے دنوں اینجائنا کی تکلیف ہو گئی تھی۔ انکے لئے بھی دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ دونوں بھائیوں کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور لمبی صحت والی زندگی بخشے۔ غالباً دونوں کو برائے علاج باہر جانا ہوگا۔ اسکے لئے بھی درخواست دعا ہے کہ دونوں کا سفر بابرکت ہو۔ اور صحت والی زندگی سے واپس لوٹیں۔

اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے عزیز قاضی مبارک احمد مقیم مغربی جرمنی کو مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۸۹ء کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ (رابع) نے از راہ شفقت نومولود کا نام "مبارز احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود حضرت قاضی محمد نذیر صاحب کا پڑپوتا اور مکرم غلام رسول صاحب ڈرائیور شیزان (ریٹائرڈ) کا نواسہ ہے۔ نیز میرے بیٹے عزیز قاضی حنیف احمد ربوہ کے ہاں مورخہ ۱۸ اپریل فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بچی کی ولادت ہوئی۔

ان کے ہاں پہلے بچے کی ولادت اپریشن کے ذریعہ ہوئی تھی ولادت کے موقعہ پر مکرمہ لیڈی ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کی خاص توجہ سے نارمل طریق سے پیدائش ہو گئی جس کے لئے ہم سب اہلِ خاندان ان کے ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

نومولودہ کیلئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کی خادمہ بنائے صحت و عافیت سے رکھے اور خود حافظ و ناصر ہو۔

قاضی عزیز احمد
انچارج لاؤڈ سپیکر ربوہ

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی۔ جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو۔ تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے۔ اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۴۸)

"بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک گاؤں میں اگر ایک آدمی نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اس نیک کی رعایت اور خاطر سے اس گاؤں کو تباہی سے محفوظ کر لیتا ہے۔ لیکن جب تباہی آتی ہے تو پھر سب پر پڑتی ہے۔ مگر پھر بھی وہ اپنے بندوں کو کسی نہ کسی نہج سے بچا لیتا ہے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ اگر ایک بھی نیک ہو تو اس کے لئے دوسرے بھی بچائے جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۶۲)

"اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آ سکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو۔ اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ (صاحب ایمان۔ ناقل) اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۶۳)

"حرمت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بالنفس حرام ہوتی ہے۔ ایک بالنسبت۔ جیسے خنزیر بالکل حرام ہے۔ خواہ وہ جنگل کا ہو یا کہیں کا۔ سفید ہو یا سیاہ۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک قسم کا حرام ہے یہ حرام بالنفس ہے۔ لیکن حرام بالنسبت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص محنت کر کے کسبِ حلال سے روپیہ پیدا کرے تو حلال ہے۔ لیکن اگر وہی روپیہ نقب زنی قمار بازی سے حاصل کرے تو حرام ہوگا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۳۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد : پرنٹر: قاضی منیر احمد : مطبع : ضیاء الاسلام پریس
ربوہ ۔ مقام اشاعت : دار النصر غربی ربوہ ۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰ ہجرت ۱۳۶۸ ہش ۲۰ مئی ۱۹۸۹ء

زندگی کا احترام

سندھ میں پہلے بھی کئی احمدی دوستوں کو نامعلوم قاتلوں نے قتل کر دیا تھا ۔ پھر کچھ عرصہ کے لیئے یہ رَو ایک حد تک رک گئی اب خبر آئی ہے کہ سکرنڈ کے ایک مخلص احمدی ڈاکٹر منور احمد صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے ۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس قتل کی وجہ کیا تھی ۔ لیکن سب سے پہلی بات جو سمجھ میں آتی ہے اور جس پر یقین کر لینے کو جی چاہتا ہے یہ ہے کہ اختلاف عقیدہ کے سلسلہ میں لوگوں کو اس قدر بھڑکایا جا رہا ہے کہ ایسے واقعات کا رونما ہونا معمول کی بات بن جاتی ہے ۔ جرم تو قتل کرنے والے کا بھی ہوتا ہے لیکن جو لوگ دوسروں کو ان گھناؤنے افعال میں جنت کی تصویر دکھاتے ہیں ۔ اصل مجرم وہ ہیں ۔ ان کا پتہ لگانا بھی مشکل نہیں اور انہیں گرفتار کر کے سزا دینا بھی دور از کار بات نہیں ۔

قتل کی کوئی بھی وجہ ہو یہ ایک گھناؤنا فعل ہے اور معاشرہ میں خلل ڈالنے والا ۔ اس کے نتائج اس رنگ میں بھی نکل سکتے ہیں کہ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا قتل ہو اور اس رنگ میں بھی نکل سکتے ہیں کہ معاشرہ کا سکون برباد ہو اور سب چھوٹے بڑے پریشان زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں ۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے معاشرہ کے تمام طبقوں کو سمجھ سے کام لینے کی توفیق دے اور ہم حکومت سے بھی ۔ حکومت ہی کی ہمدردی میں ۔ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اور بھی بہت سے کام اہم ہو سکتے ہیں لیکن قاتلوں کا سراغ لگانا اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانا سب سے زیادہ اہم کام ہے زندگی اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت اس کی حفاظت ضروری ہے اور جو اس میں بلا جواز رخنہ ڈالے اس کے ہاتھوں کو ظلم سے روکنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفوّضہ فرض ہے ۔

ہماری دعا ہے کہ ہماری حکومت بے چینی اور بے چینی سے پیدا ہونے والے گھناؤنے جرائم پر قابو پا سکے اور ملک کے تمام باشندے امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں ۔

انسان جو انسان کو انسان سمجھ لے
ہر شخص کی عزت کو وہ ایمان سمجھ لے
رنگوں میں الجھ جائے نہ مسلک ہی سے بھٹکے
کالے ہوں کہ گورے انہیں یک جان سمجھ لے

ابوالاقبال

جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ میں آپ کہوں گا
ٹوکے گا کوئی مجھ کو تو میں چپ نہ رہوں گا

ہر شخص کی سُنتا ہوں مری بھی تو سُنیں وہ
مجھ پر جو وہ ہنس دیں گے تو پھر میں بھی ہنسوں گا

جو لوگ تعصب سے جلاتے ہیں گھروں کو
میں ان کو شرافت کی سند دے نہ سکوں گا

اس دیس کے بننے میں مرا اوٹ ہے شامل
میں اس کو دعا دیتے ہوئے کیسے تھکوں گا

راحت سے تو وابستہ نہیں میری وفائیں
جو بھی ہو، وطن کی تو میں خدمت ہی کروں گا

ملتی ہے جلا میرے ہر احساس سے مجھ کو
ماحول کو میں اپنی ضیاؤں سے بھروں گا

تعلیم کی، ہر روح میں روشن رہے قندیل
ہر فردِ بشر سے میں یہی بات کہوں گا

ہر شخص کی تکریم ہے گہرائی دل میں
کہتے رہیں وہ "تو" مجھے میں "آپ" کہوں گا

الفضل کا پرچہ ہے مرے ہاتھ میں پرچم
اللہ نے چاہا تو بلند اور کروں گا

سو سال سے کہتے ہیں اسے مار دیا ہے
زندہ ہوں نسیم اور میں زندہ ہی رہوں گا

نسیم سیفی

جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ ۔ (حقیقۃ الوحی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد

ایک عظیم قربانی

خوشی کے موقع پر اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا

محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے جمعہ کے موقع پر بیت الاقصیٰ ربوہ میں جو خطبہ جمعہ دیا، اس کے بعض حصے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں — ادارہ

جیسا کہ دوستوں کو علم ہے ۲۳، مارچ کو یہاں ربوہ میں اور پاکستان میں اور دنیا بھر میں جماعت احمدیہ ایک خاص پس منظر کے پیش نظر بعض تقریبات منعقد کرنے کا پروگرام رکھتی تھی، وہ تقریبات کیا تھیں انکی تفصیل یہاں بیان کرنے کا موقع نہیں لیکن جو کچھ بھی تھا اس کے متعلق پنجاب حکومت کی طرف سے ربوہ میں اور پنجاب بھر میں یہ ہدایت جاری کی گئی کہ ایسی تقریبات روک دی جائیں، ۲۳، مارچ کو ہم کیوں تقریبات منا رہے تھے اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک صدی قبل ۲۳، مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت بانی جماعت احمدیہ نے الٰہی حکم کے ماتحت جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی اور اس بنیاد رکھے جانے پر جب سو سال کا عرصہ پورا ہوا تو ہم نے دو نیتوں کے ساتھ ایک یہ کہ اس سو سال کے عرصے میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر ہمیں اپنی نعماء سے تائیدات سے حفاظت سے نوازا، ہم خدا کی بارگاہ میں حمد کے ترانے گانا چاہتے تھے۔ دوسرا اس عزم کا اظہار کرنا چاہتے تھے کہ اب جو نئی صدی، دوسری صدی احمدیت کی شروع ہو رہی ہے اس صدی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کیا ولولے ہیں کیا جذبے ہیں کیا توقعات ہیں کیا پروگرام ہیں اور کیا منصوبے ہیں تو تیئیس مارچ کا دن کوئی محض اتفاقی طور پر انتخاب نہیں کیا گیا تھا۔ اس پس منظر میں ہم وہ دن منانا چاہتے تھے لیکن چونکہ حکومت کی طرف سے یہ ہدایت موصول ہوئی کہ ان تقریبات کو فوری منسوخ کر دیا جائے تو ہم نے ان کو منسوخ کر دیا۔ اس پابندی کے متعلق جو حکومت پنجاب کی طرف سے عائد کی گئی ایک تو جماعت کا عمومی ردِ عمل ہے اس کے متعلق میں اطمینان کے ساتھ اور خوشی کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی صد سالہ تربیت ہے اور اس تربیت کا ایک نہایت ہی حسین اور پیارا ثبوت اس وقت بھی جماعت احمدیہ نے پیش کیا۔ جماعت اس بات کی عادی تو چلی آتی تھی کہ صدمات پر اپنے جذبات کو قابو میں رکھا جائے، مصائب اور تکالیف میں اپنے جذبات سے بے قابو نہ ہوں لیکن سو سال کے بعد جو خوشی نصیب ہو رہی تھی اس خوشی پر بھی اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا یہ بھی تربیت کا ایک رُخ تھا، اور جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی سو سالہ تربیت کا نہایت عمدہ نمونہ پیش کیا ہے۔ اگر کوئی شکوہ بھی ہے اگر کوئی تکلیف بھی ہے اگر کوئی محرومی کا احساس بھی ہے تو اس کا برسرِ عام کوئی اظہار نہیں۔ اس لحاظ سے جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس موقع پر بھی انتہائی دلی مبارکباد کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو اپنی خوشی قربان کرنے کی بھی بہترین جزاء عطا فرمائے۔

جماعت نے جو ردِ عمل دکھایا ہے اس میں صدمہ اور غم کی کیفیت تو طبعی تھی کہ سو سال کے بعد جس خوشی کے اظہار کا موقع مل رہا ہے اگر اس کو روک دیا جائے تو جذبات تو انسان کے ضرور مجروح ہوتے ہیں لیکن اس موقع پر ہمارے پیارے امام کی ہدایت ہمیں یہ موصول ہوئی کہ حالات کیسے بھی ہوں خوشی کو زندہ رکھنا ہے اور خدا کے فضل سے جماعت نے اپنی دلی خوشی کو جسے خدا کی بارگاہ میں وہ خوشی کہتی ہے اس کو زندہ رکھا ہے اسکی حفاظت کی ہے اور اپنے پیارے امام کی ہدایت کی لفظاً و معناً ہر رنگ میں تعمیل کی ہے سو اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو خوشی کو زندہ رکھنے کی سعادت بخشی۔

یہ دن جو ۲۳، مارچ کا ہے سو سال کے بعد آیا لیکن پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلی صدی کے اختتام پر پھر ایک ۲۳، مارچ آئے گا اور اس وقت اگر آپ کو جذبات اس وجہ سے دبانے پڑے کہ آپ قلت میں ہیں تو خدا کے فضل سے جو اگلی صدی کا ۲۳، مارچ آئے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے وعدوں اور بشارتوں کے مطابق دنیا میں اکثریت خوشی کا اظہار کرنے والوں کی ہوگی اور اس کو ناپسند کرنے والے اسی طرح نہایت قلیل انداز میں ہونگے۔ اور جب وہ وقت آئے گا تو ہم اپنے ان بھائیوں سے کہتے ہیں کہ جب دوسری صدی کا اختتام ہوگا اور آپ کو خوشی منانے کی سعادت میسر آئے گی تو اس وقت جس طرح آج ہم نے اکثریت کے جذبات کا احساس کر کے اپنی خوشیاں قربان کی ہیں آپ اپنی اقلیت کے جذبات کا ضرور خیال رکھنا۔

آپ ہمیں کس نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ آپ کے اپنے زاویے ہیں، مگر ہم جس زاویۂ نگاہ سے آپ کو دیکھتے ہیں اس وجہ سے آپ ہمارے لئے بڑی متاعِ عزیز ہیں، اور خدا کے فضل سے تاریخ اس بات کو محفوظ کرے گی کہ جب اکثریت خوشی منا رہی ہوگی تو پھر بھی اقلیت کے جذبات کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

دنیا نے اس آواز پر، جب چالیس فرزانوں نے اس بناء کو قائم کیا تو لوگوں کے تبصرے تو یہ تھے کہ یہ ایک موہوم آواز ہے کمزور آواز ہے۔ بے بضاعت شخص کی آواز ہے ایسے وعدے پورے ہونے کا کہا جا رہا ہے جو کبھی پورے ہونے والے نہیں، اس قسم کے تبصرے تھے اور صرف تبصرے نہیں بلکہ اس کے بعد سو سال کی جماعت احمدیہ کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اس کے راستے میں ہر طرح کی روکیں کھڑی کرنے کی کوششیں کی گئیں، مخالفت ہوئی مزاحمت ہوئی، مقابلے ہوئے مناظرے ہوئے بحث مباحثے ہوئے مباہلے ہوئے۔ سب کچھ کیا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ چالیس فرزانوں کی قائم کی ہوئی بناء پر ہر سورج جو طلوع ہوا اس چالیس فرزانوں کی ڈالی ہوئی بنا میں اضافہ کرنے کا موجب بنا۔

اس وقت جماعت احمدیہ عالمگیر کی تعداد خدا کے فضل سے یقینی طور پر ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے لیکن اگر ایک کروڑ بھی ہو تو یہ تعداد چالیس سے شروع کر کے ایک کروڑ کی تعداد کو پہنچی ہے۔

یہ بے شک درست ہے کہ جس وقت چالیس فرزانوں نے بناء رکھی تھی اس وقت

نظارت اصلاح وارشاد

بہائیت کے بعض عقائد

بہائی مذہب میں سجدہ کرنے کے بارے میں کیا عقائد ہیں۔ اس کے بارے میں عرض ہے۔ کہ عبدالبہاء جو بہاؤ اللہ کا بیٹا اور جانشین تھا اس نے شریعت بہائیہ کا یہ حکم بھی بتایا کہ بہاؤ اللہ کے گھر اور علی محمد باب کی قبر کا بھی سجدہ ہو۔ جیسا کہ بدائع الآثار جلد ۲، صفحہ ۳۷۳ میں (جو عبدالبہاء کا سفرنامہ یورپ ہے) لکھا ہے کہ عبدالبہاء نے سفر یورپ سے واپس آکر ۸، محرم کی صبح کو جو کام کیا وہ یہ تھا "جبین مبین را بر تراب آستان مقدس سودند"، کہ عبدالبہاء کوہ کرمل پہاڑ پر گئے اور انہوں نے علی محمد باب کی قبر پر جا کر اپنا ماتھا رگڑا اور لوگوں سے بیان کیا۔

"سجود نبعض کتاب اللہ مخصوص مقام اعلیٰ و روضہ مبارکہ علیا و بیت مبارک است دیگر سجود بجہتے جائز نہ"

کہ خدا کی کتاب میں (جس سے مراد بہاء اللہ کی کتاب ہے)

سجدہ کرنا تین جگہوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے

(۱) ایک مقام اعلیٰ کا سجدہ (جو علی محمد باب کی قبر کی جگہ ہے)

(۲) دوسرے بہاء اللہ کے روضہ کا سجدہ

(۳) تیسرے بہاء اللہ کے گھر کا سجدہ

اور یہ کہ ان تینوں جگہوں کے سوا کسی اور طرف سجدہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی دنیا کی نگاہ میں ایک موہوم بات تھی۔ انہونی بات تھی۔ اور سو سال کی کوششوں نے یہ ثابت کیا کہ انہونی باتوں کو ہی اللہ تعالیٰ دنیا میں ممکن بنا دینے پر قادر ہے۔ اور اب بھی جب ہم کہتے ہیں کہ یہ ایک کروڑ آئندہ صدی کے اختتام پر پانچ ارب انسانوں کو اپنے جلو میں اور اپنے ساتھ شامل کرے گا تو بظاہر بات ناممکن نظر آتی ہے۔ حالات کچھ اور کہتے ہیں۔ دنیا کا مشاہدہ کچھ اور بتا رہا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے صرف ایک دن منانے کا ارادہ نہیں کیا۔ ہم نے تو یہ سارا سال اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے ہیں۔ اسلئے خدا کے فضل سے یہ سارے کا سارا سال جو ہے یہ جشن کا سال ہے۔ اظہارِ تشکر کا سال ہے۔ ایک دن اپنی توانائیاں ختم کر کے بیٹھ نہیں رہنا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے چلے جانا ہے۔ اور اس ایک سال کے اندر اندر جو کمزوریاں ہیں ان پر قابو پانا ہے۔ جو نیک منصوبے ہیں ان کو ترویج دینی ہے۔ جہاں خلاء ہے ان کو پُر کرنا ہے اور خدا کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ تاکہ اس کے نتیجے میں جو ہمارے ہاتھوں اگلی صدی کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ یہ بالکل اسی طرح مستحکم اور پائیدار اور دیرپا بنیاد ثابت ہو جس طرح آج سے سو سال پہلے لدھیانہ میں اللہ تعالیٰ کے چالیس عاجز بندوں نے بنیاد رکھی تھی۔ اور درحقیقت تو یہ ساری عمارت ساری دنیا میں اسی بنیاد پر قائم ہو رہی ہے۔ کتنی عظیم اور کتنی مضبوط بنیاد تھی کہ آج جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتے کرتے ایک سو بائیس ممالک میں پھیل چکی ہے اور بہت تھوڑے عرصے کے اندر آپ سنیں گے کہ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب اور قائم نہیں ہو چکی۔ اس لئے بہت بڑی ذمہ داریوں کی طرف ہم بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ صرف خوشیوں کے ترانے نہیں گانے ساتھ اسکے اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی بیدار کرنا ہے اور اس احساس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو بنیاد ہم قائم کر رہے ہیں اس کا ایک ظاہری پہلو یہ ہے کہ وہ نسل اور وہ پود جو ہمارے ہاتھوں میں تیار ہو رہی ہے اگر اسے ہم نے حقیقی احمدیت کا رنگ نہ دیا تو خدانہ کرے کہ وقت آنے پر وہ اپنے وقت میں کمزور ثابت ہوں اور اس عظیم الشان عمارت کا بوجھ اٹھانے میں کمزور ثابت ہوں جس کی خاطر آج ہم ان کو تیار کرنا چاہتے ہیں۔ تو بچوں کی تربیت، اپنے گھروں کی تربیت، اپنے نفس کی تربیت یہ اس وقت ہمارے لئے بہت بڑا تقاضا ہے جس کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ خدا کے فضل سے یہ سال بھر کے پروگرام جو ہیں، حسب حالات، حسب موقع، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم ان کو مناتے چلے جائیں گے۔ لیکن خوشی کا معاملہ ایک ایسا امر ہے کہ ہم اپنے بھائیوں سے بھی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایک ہے خوشی ایک ہے خوشی کا اظہار۔ جو حقیقی خوشی ہے اس سے تو دنیا میں کوئی طاقت کسی کو محروم نہیں کر سکتی۔ اگر خدا نے ہمیں خوشی کی دولت سے مالا مال کیا ہے تو خدا کے بعد کون سی طاقت ہے جو اس دولت کو ہم سے چھین سکتی ہے۔ دوسری بات ہے خوشی کا اظہار۔ اگر ہمارے کسی خاص اظہار کے انداز سے ہمارے بھائیوں کے جذبات مجروح ہو سکتے تھے تو ہم نے وہ قربانی دے دی لیکن ہم اپنے بھائیوں سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو خوشی کی دولت سے مالا مال کیا ہے تو آپکی وقتی ناراضگی یا آپ کا وقتی ردِ عمل یا آپ کا اس کے راستے میں روک کھڑی کرنا یہ کس حد تک جائز ہے اور کس حد تک اس کے مؤثر ہونے کے امکان ہیں۔ جس کو خدا خوش رکھنا چاہتا ہے اس کو دنیا کی کوئی طاقت ملول نہیں بنا سکتی، غمگین نہیں بنا سکتی اور جس کو خدا کی طرف سے خوشی نصیب نہیں اس کو دنیا کی کوئی طاقت خوشی دے نہیں سکتی۔ یہ سو سال کا سبق ہے جو ہم نے سیکھا ہے اور اس وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی ان بشارتوں کے پورا ہونے پر خوشی کا اظہار کرنا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان طوفانوں میں سے ہم کو گذارا اور وہ پاک تبدیلی ہمیں اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور آپ بھی ہمارے خلاف ہونے کے باوجود اس بات سے اتفاق رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے اندر جو تبدیلی پیدا ہوئی ہے میں نے اچھی طرح جائزہ لیا ہے تاریخ کا۔ میرے سامنے کوئی ایسی ہمارے مخالف علماء کی تحریر نہیں آسکی یا بیان نہیں میرے سامنے آیا جس میں یہ کہا گیا ہو کہ احمدی کے اندر جو تبدیلی پیدا ہوئی ہے وہ تبدیلی غلط ہے۔ اگر وہ تبدیلی درست ہے اور دنیا کے ہر انسان کے اندر وہ تبدیلی پیدا ہونی چاہیئے تو پھر ناراضگی کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ ہاں اگر آپ یہ کہیں کہ پہلے ایک شخص یہ تھا اور احمدی بننے کے بعد اس کے اندر یہ خرابیاں جنم پا گئیں اور اس وجہ سے آپ برا منائیں یا آپ کو تکلیف پہنچے تو آپ کا حق ہے برا منائیں اور ضرور آپ کو تکلیف پہنچنی چاہیئے کیونکہ آپ ہم سے ہمدردی رکھتے ہیں لیکن اس بات کی تو آپ نشاندہی نہیں کرتے تو پھر کس طرح ہم آپکو خوش رکھنے کی کوشش کریں کہ جو اچھا ہم بنتے ہیں تو اگر آپ کو ہمارا اچھا بننا بھی پسند نہیں ہے تو ہم کہاں جائیں۔ اس دنیا کو تو ہم اپنے طور سے نہیں چھوڑ سکتے۔ لیکن یہ پاک تبدیلی جو ہماری جماعت کے اندر آئی ہے یہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کا نتیجہ ہے اور یہ نشان ہے اس شخص کی سچائی کا کہ جس نے اس ماحول میں کہا کہ میرے ساتھ جو پیوند قائم کرے گا اس کے اندر پاکیزہ تبدیلی پیدا ہوگی۔ اور یہ پاکیزہ تبدیلی اگر باہر دنیا میں نظر نہیں آتی تو صرف ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہاں اس پیوند کی خامی اور کمی ہے۔ اگر وہ قائم ہو جائے تو وہاں بھی وہ خوبی پیدا ہو سکتی ہے اور ہم نے تو ایک سو بائیس ۱۲۲ ممالک میں دنیا میں یہ تجربہ کر کے دکھلا دیا کہ جہاں جہاں یہ پیوند قائم ہوا اس پاکیزہ وجود کے ساتھ پیوند قائم ہوا وہاں وہاں یہ پاکیزہ تبدیلی آئی۔ یورپ کے لوگ جو دن رات شراب میں مست رہنے والے ہیں وہ دن رات درود سے اپنی زبانیں تر رکھتے ہیں۔

بقیہ: بچوں کا کالم

یہ عادت ڈال لی جائے تو بڑے ہو کر یہ بات آسان لگتی ہے اور اگر بچپن سے یہ عادت نہ ڈالی جائے تو بڑے ہو کر بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ گالیاں سن کر لوگوں کو دعائیں دی جائیں اور جوش میں غلط سلط فقرے نہ کہہ دیئے جائیں۔

اچھا آپ نے بھی سنا کہ ایک شخص سلمان رشدی جو یوں تو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لیکن ہے ایسا بد باطن کہ اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام اور بعض انبیاء کے متعلق نہایت نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ اس کتاب کو دوبارہ چھاپنا چاہتا تھا۔ لیکن بعض پبلشرز نے اس کتاب کو چھاپنے سے انکار کر دیا۔ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے جماعت سے کہا ہے کہ وہ تمام ایسے پبلشرز جہاں تک ممکن ہو ان کو خط لکھیں اور ان کا شکریہ ادا کریں۔

بچے خط تو شائد نہ لکھ سکیں لیکن ایک بات تو وہ ضرور کر سکتے ہیں کہ وہ ہر اس شخص کے لئے دعا کریں جس نے تہہ دل سے رشدی کی اس کتاب کی مذمت کی ہے جن لوگوں نے یا جن ملکوں نے اس کتاب کو شائع کرنے سے انکار کیا ہے۔ وہ خاص طور پر ہم سب کے شکریے کے مستحق ہیں۔

آپ کا خط ملا

مکرم شمیم عالم شیخ صاحب

۲۸ مارچ کے الفضل میں حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ پڑھ کر اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امتِ مسلمہ کے خلاف اس گہری سازش کا حقیقی علم حاصل ہوا جو شیطانی آیات کے مصنف شیطان صفت سلمان رشدی کے ذریعہ مخالف اسلام طاقتوں نے اپنی خباثت کے اظہار سے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس شیطانی ناول کے شائع ہوتے ہی گذشتہ سال نوٹس لیا اور مضامین کے علاوہ لندن ریڈیو سے مربی سلسلہ مولانا عطاء المجیب صاحب کی تقریر نشر کرائی جس میں اس گندے ناول اور اس سازش کے پیچھے کارفرما شیطانی قوتوں کا محاسبہ کیا گیا۔

اس موقع پر ایڈیٹر صاحب الفضل سے گذارش ہے کہ حضور اقدس نے اپنے خطبہ کے آخر میں جن کمپنیوں کے حوالے سے جو ارشاد فرمایا ہے انکے مکمل ایڈریس اگر الفضل میں شائع فرما دیں تو بہت نوازش ہوگی اور اس طرح بہت ساروں کو ثواب حاصل کرنے کا موقع مل جائے گا (پتے حاصل کر کے آئندہ کسی اشاعت میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ مدیر)

خواتین توجہ فرمائیں

موسم گرما کے لئے مناسب نرخوں پر ریڈی میڈ ملبوسات کی خریداری کے لئے دفتر لجنہ مرکزیہ میں تشریف لائیں۔

جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نون سین

ایک فولادی عورت

مسز مارگریٹ تھیچر دس سال سے برطانیہ کی وزیر اعظم ہیں۔ وہ پہلی وزیر اعظم ہیں جنہوں نے تیسری دفعہ الیکشن جیت کر وزارت عظمیٰ کے فرائض کی ادائیگی جاری رکھی۔ جب پہلی دفعہ وہ وزیر اعظم کی حکومتی رہائش گاہ ۱۰، ڈاؤننگ سٹریٹ میں آئیں تو انہوں نے سینٹ فرانسس آف اسیسی کے درج ذیل الفاظ دُہرائے:

"جہاں مناقشت ہے وہاں ہم آہنگی پیدا کر سکیں، جہاں غلط روی سے کام لیا جاتا ہے وہاں ہم سچائی پیش کر سکیں جہاں شک وشبہات موجود ہیں وہاں ہم یقین پیدا کر سکیں، جہاں مایوسی کا عالم ہے وہاں ہم امید دے سکیں۔"

یہ سارے الفاظ دعائیہ ہیں گویا کہ انہوں نے ۱۰، ڈاؤننگ سٹریٹ میں پہلی دفعہ بطور وزیر اعظم جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی ہے۔ اس وقت لیبر پارٹی کے جس وزیر اعظم کو شکست ہوئی تھی ان کا نام جیمز کیلاہان تھا۔ انہوں نے مسز مارگریٹ تھیچر کے وزیر اعظم بننے پر کہا تھا کہ اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے ایک عورت کا آگے آنا ہماری تاریخ میں ایک بہت عظیم بات ہے۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ شاید انہیں پوری طرح اس بات کا احساس نہیں تھا کہ تاریخ کا یہ لمحہ کتنا عظیم ہے۔ کیونکہ گذشتہ دس سال میں مسز تھیچر نے جنکی عمر اب ۶۳ سال ہے سماجی اور اقتصادی انقلابات سے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ وہ ایک فولادی ارادے کی مالک عورت جانی جاتی ہیں، اور خاص طور پر جب فاک لینڈ جزائر پر حملہ کیا گیا اور اس حملے میں انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تو انکے فولادی ارادوں کی مالک ہونے میں کسی کو کوئی شبہ نہ رہا۔

اپنی وزارت عظمیٰ کے عہد میں انہوں نے لوکل گورنمنٹ کے حقوق کم کئے اور مزدور یونینوں کی روایتی صورت کو بدل کے رکھ دیا۔ حتیٰ کہ سارے برطانیہ کی عمومی زندگی میں ایک تبدیلی لے آئیں اور اس عمومی زندگی میں تعلیم اور صحت بھی شامل ہیں۔ سول سروس اور سٹی آف لندن بھی شامل ہیں۔ انہوں نے پیشہ وارانہ مہارت سے لوگوں کی زندگی میں بھی کچھ تبدیلیاں کیں اور صنعت کے خاصے حصے کو بھی حکومت سے لے کر نجی حلقوں کے سپرد کیا۔ انکی ان تمام تبدیلیوں کا یہ مطلب نہیں کہ اس دوران ان کی مخالفت نہیں کی گئی یا ان پر کڑی تنقید نہیں ہوئی۔ بعض اوقات تو انکی اپنی پارٹی کے ارکان نے بھی مخالفت کی لیکن اس ساری مخالفت کا محور یہ تھا کہ مارگریٹ تھیچر میں رحمدلی کے جذبات نہیں پائے جاتے۔ یہاں شاید اس بات کا بھی ذکر کیا جا سکتا ہے کہ وزارت عظمیٰ سے پہلے جب وہ وزیر تعلیم تھیں تو انہوں نے سکول کے بچوں کو مہیا کیا جانے والا دودھ ان سے "چھین" لیا تھا۔ اور اس وقت لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ تھیچر دی ملک سنیچر۔ یعنی تھیچر وہ عورت ہے جس نے دودھ چھین لیا ہے۔ اس فقرے کا اصل مزا تو انگریزی فقرہ پڑھنے سے ہی آتا ہے۔ لیکن بہرحال مطلب اس کا یہی ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ سکولوں میں بچوں کو دودھ مہیا نہ کیا جائے۔ اسے بھی لوگ رحمدلی سے دور کے جذبات ہی متصور کرتے ہیں۔

جہاں تک ان کے خانگی حالات کا تعلق ہے انکے والد کریانے کی دوکان کرتے تھے اور اسی دوکان کے اوپر انکی رہائش تھی۔ دوکان کے اوپر ہی رہائش ہونا ایسی بات ہے کہ کسی حد تک متوسط طبقے سے انسان کو نیچے لے آتی ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ غربت کا طبقہ اور متوسط طبقہ ان دونوں کی سرحدیں جہاں ملتی ہیں وہاں کے لوگوں کی ایسی رہائش گاہ ہوتی ہے۔ اب وہ عام طور پر کہتی ہیں کہ میں دس ڈاؤننگ سٹریٹ میں جو رہتی ہوں یہ ایسا ہی ہے گویا نیچے دکان ہے اور اوپر مکان۔

جہاں تک انکے کام کا تعلق ہے۔ وہ نہایت مضبوط اعصاب والی عورت ہونے کی وجہ سے دن رات اپنے کام میں مشغول رہتی ہیں۔ انکے لئے راحت کے کوئی لمحے کام سے الگ کرنے کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ وہ صبح ۶ بجے جاگتی ہیں اور سوا سات بجے تک ریڈیو سے خبریں اور دوسرے پروگرام سنتی ہیں۔ انکے خاوند پہلے بزنس کیا کرتے تھے۔ اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ اپنے دفتر پہنچ جاتی ہیں۔ اور اسکے بعد کہتے ہیں کہ سارا دن کام میں مصروف رہتی ہیں اور عام طور پر رات کے بارہ بجے تک وہ اپنے دفتر میں کام کرتی ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہیں رات کے دو بجے تک کام کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ اتنا زیادہ کام شاید اسلئے کر سکتی ہیں کہ وہ سمجھتی ہیں کہ میں وہ کام کر رہی ہوں جس سے مجھے مسرت حاصل ہوتی ہے اور جو میں واقعی اپنی زندگی میں کرنا چاہتی ہوں۔

وہ اخباروں کا خلاصہ (جو انکا چیف پریس سیکرٹری انہیں پیش کرتا ہے) پڑھتی ہیں۔ لیکن اخبارات پر زیادہ اعتماد کی عادی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے وزراء سے کہتی ہیں کہ اداراتی تنقیدوں کو وہ پس پشت ڈال دیا کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے سامنے ایک مقصد رکھتے ہیں اور سوچ سمجھ کر کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ دائیں اور بائیں کبھی نہیں دیکھتے۔ سیدھے چلتے ہیں اور چلتے چلے جاتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ ان پر تنقید وہ لوگ کر رہے ہیں جو خود کسی کام کے قابل نہیں ہیں۔ یا جو خود عملی زندگی میں کوئی کام نہیں کر رہے۔

وہ ہر روز اپنے وزراء سے ڈاؤننگ سٹریٹ کی رہائش گاہ میں یا ہاؤس آف کامنز میں ملاقات کرتی ہیں۔ ہفتے کے دوران ایک یا ایک سے زیادہ اجلاس طلب کرتی ہیں۔ جن میں وزراء اپنے اپنے محکمے کے متعلق رپورٹیں پیش کرتے ہیں۔ اور جمعرات کے روز وہ کیبنٹ کی میٹنگ بلاتی ہیں۔ منگل اور جمعرات کا روز انہوں نے ایک سیشن سوال و جواب کا رکھا ہوا ہے۔ جب پارلیمنٹ کے ممبر انہیں ہر قسم کا سوال پوچھ سکتے ہیں۔ یہ وقت کوئی بہت آسان تو نہیں ہوتا لیکن کہا جاتا ہے کہ مردوں کے جھرمٹ میں ایک عورت جب اپنی ذہانت کا ثبوت دیتی ہے تو انہیں بھی اور تمام حاضرین کو لطف آجاتا ہے۔

مسز تھیچر باقاعدگی کے ساتھ اپنی کارکردگی۔ لوگوں سے تعلقات۔ ملاقاتوں کا ذکر اور دوسری اہم باتیں جو پیش آتی ہیں سے اپنے وزراء کو آگاہ رکھتی ہیں۔ پچھلے دنوں وہ افریقہ کے دورے پر گئیں۔ جو انہوں نے مراکش سے شروع کیا تھا۔ وہاں انہوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کیلئے ایک کانفرنس کا بلایا جانا نہایت اہم ہے۔ اور کہ وہ کوشش کریں گی کہ اسرائیل اور فلسطینیوں کے درمیان بالمشافہ گفتگو کا انتظام ہو سکے۔ وہاں سے وہ نائیجیریا، زمبابوے، ملاوی اور جنوبی افریقہ گئیں۔ اور باوجود اسکے کہ انکی بہت پذیرائی کی گئی۔ انہیں اس بات کا احساس رہا کہ لوگ ان کی یہ بات ماننے کیلئے تیار نہیں کہ جنوبی افریقہ پر اقتصادی پابندیاں نہ لگائی جائیں۔ اس دورے سے واپس آکر انہوں نے روس کے رہنما میخائل گورباچوف کا استقبال کیا اور روس کے ساتھ اپنے تعلقات کو پہلے سے کہیں بہتر بنا لیا۔

مغربی ممالک میں تو یہ ایک عام سی بات ہے کہ لوگوں کے خیالات معلوم کرنے کیلئے وہ کوشاں رہتے ہیں اب مارگریٹ تھیچر کے متعلق لوگوں کے خیالات کا اندازہ کیا گیا تو یہ محسوس ہونے لگا کہ تمام خوشگوار تبدیلیوں کے باوجود وہ چاہتے ہیں کہ اب ان کی جگہ کوئی اور شخص آئے اور اسے کام کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ سیاسی طور پر بھی تھیچر کے خیالات کی مخالفت کسی حد تک بڑھ رہی ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ لیبر پارٹی کو پہلے سے کہیں بڑھ کر پذیرائی حاصل ہو رہی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ خوشگوار تبدیلیوں میں بعض ایسی باتیں بھی تو ہیں جنکی وجہ سے برطانیہ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ وہ اتنا لمبا عرصہ وزیر اعظم رہی ہیں۔ کہ یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بین المملکتی سیاسی تجربہ سب سے آگے نکل گیا ہے۔ وہ مشرق اور مغرب شمال اور جنوب عرب اور اسرائیل کا لے اور گورے کے تعلقات کو خوب سمجھتی ہیں اور وہ اچھی طرح جان گئی ہیں کہ معاملات کو کس طرح طے کیا جا سکتا ہے۔ وزیر اعظم تو وہ ہیں ہی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ایک بیوی اور ایک ماں بھی ہیں۔ انکے ہاں جڑواں دو بچے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک کاروبار میں مصروف ہے اور دوسرے جرنلسٹ ہیں۔ ایک کا نام مارک اور دوسرے کا نام کیرل ہے۔ چونکہ گھریلو مصروفیات کے لئے انہیں وقت بہت کم ملتا ہے۔ اسلئے کہا جاتا ہے کہ ان کی رحمدلی میں بھی خاصا فرق آگیا ہے۔ یعنی وہ زیادہ رحمدل اسلئے نہیں ہیں کہ اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ زیادہ وقت گذارنے کا انہیں موقعہ نہیں ملتا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۸۰ کا دہاکا تو مسز مارگریٹ تھیچر کا تھا۔ لیکن اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے اگلا دہاکا ان کا ہوگا یا کسی اور کا۔ اگرچہ ان کا اپنا ذاتی خیال یہ ہے کہ اگر وہ چوتھی دفعہ بھی انتخاب لڑیں تو وہ کامیاب ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتی ہیں یا نہیں یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

نونہالانِ جماعت

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپکو سلامت رکھے۔ اور صحت اور تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا کرے۔ اور آپ کو نمایاں اور بابرکت کامیابیوں سے نوازے۔ اس دفعہ پہلی بات تو میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ آپ میں سے بعض بچے خط یا مضمون لکھتے ہیں تو اپنا پورا نام اور پتہ نہیں لکھتے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ صرف اتنا لکھ دینا جیسے کسی کے ساتھ تعلق کا اظہار تو ہو لیکن اپنا پتہ نہ چلے کہ آپ کون ہیں۔ درست نہیں۔ ایسے خطوط، مضامین اور نظمیں شائع نہیں کی جاسکتیں۔ اپنا پورا نام اور پورا پتہ لکھا کریں۔

● عزیزہ خالدہ ارشاد نے کراچی سے جو خط لکھا ہے اس میں الفضل کی تمام باتوں کا ذکر ہے۔ اور اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعی خود اخبار الفضل پڑھتی ہیں اور جیسا کہ میں نے اپنے ایک کالم میں لکھا تھا۔ وہ ارشادات عالیہ بڑے ذوق شوق سے پڑھتی ہیں اور پہلے صفحے سے شروع کر کے آخر تک ایک ایک مضمون بلکہ ایک ایک خبر بھی پڑھتی ہیں۔ میں نے پہلے کہا تھا نا۔ کہ بعض اوقات۔ بیماری کی خبریں چھپتی ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان خبروں کو پڑھنے والے بیماروں کے لئے دعا کریں۔ دعا کرنے سے دعا کرنے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

● خالدہ ارشاد کی چھوٹی بہن منورہ سلطانہ نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ اس کی بڑی بہن کا خط الفضل میں چھپا ہے۔ واقعی یہ بات تو خوشی کی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہو سکتی ہے کہ منورہ سلطانہ کا خط بھی اس کالم میں چھپے۔ چلو ایسا بھی کر دیتے ہیں اس لئے کہ منورہ نے بھی اخبار کو بہت اچھی طرح پڑھ کر یہ خط لکھا ہے۔ ٹیوشن کا ذکر کیا ہے۔ دعاؤں کا ذکر کیا ہے۔ اپنے سکول کے استادوں کا ذکر کیا ہے۔ اگر اسی طرح منورہ سلطانہ خط لکھتی رہی تو یقیناً بہت اچھا لکھنے کے قابل ہو جائے گی۔

ٹیوشن کے متعلق لکھا ہے کہ یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیئے۔ یہ ایک فضول چیز ہے۔ خیر یہ تو اپنا اپنا خیال ہے۔ ٹیوشن کا سسٹم اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی۔ اگر ٹیوشن پڑھانے والا محنت اور دیانت داری سے ٹیوشن پڑھائے تو یقیناً طالب علم کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ صرف اپنی ٹیوشن کی رقم ہی لینے پر اکتفاء کرے یعنی اسی کو کافی سمجھے تو یقیناً یہ بات طالب علم کے حق میں مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔

● ایک خط ہمیں ایک عرب ریاست سے بھی ملا ہے۔ اور یہ خط بھی ایسا ہے کہ اس کا ایک حصہ درج کرنا آپ سب کے لئے دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کتابت کی بعض بڑی دلچسپ غلطیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس بات کی خواہش کی ہے کہ ان غلطیوں کی درستی کر دی جائے۔ کہتے ہیں کہ ایک تو مولانا ابوالکلام آزاد والے مضمون کے آخر میں بشکریہ ہفت روزہ لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۸۹ء لکھا ہے شائد ۱۹۸۸ء ہوگا۔ بات ٹھیک ہے ۱۹۸۸ء ہی ہے۔ اور دوسرا خواتین کے متعلق ایک جائزہ میں ایک جملہ اوسلو کے شہر ناروے لکھا گیا جبکہ ناروے کے شہر اوسلو ہونا چاہیئے تھا یہ بات بھی آپ کی بالکل ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے ان غلطیوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس طرح توجہ دلانے سے ہمیں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اور آپ کو بھی نہایت اچھی طرح اخبار پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے آئندہ بھی اگر آپ کوئی غلطی دیکھیں۔ تو ضرور ہماری توجہ دلائیں۔ یہ تو آپ کو بتایا ہی نہیں کہ یہ خط کس نے لکھا ہے۔ اس خط کے لکھنے والے ہیں منصور احمد جاوید۔ انہیں اخبار باقاعدگی سے مل رہا ہے اور وہ اس طرح کہ ان کے والد صاحب تین چار روز کے پرچے اکٹھے کر کے ان کو بھیج دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آج تک تمام کے تمام پرچے جو مجھے بھیجے گئے ہیں مجھے ملتے رہے ہیں یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ باہر کے لوگ ہی خوش قسمت ہیں کہ انہیں ڈاک کے ذریعہ پرچہ باقاعدگی سے مل جاتا ہے۔ پاکستان میں تو کئی جگہوں سے یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ مہینے میں کبھی ایک پرچہ ملتا ہے کبھی دو اور بعض دوست یہ بھی لکھتے ہیں کہ گذشتہ ایک مہینے سے کوئی پرچہ ہی نہیں ملا۔ خیر یہ خریدار جانے یا ڈاک خانے والے۔

انہوں نے اپنی ایک دو نظمیں بھی بھیجی ہیں ان نظموں میں سے ایک شعر سنیئے

نہ گورا نہ کالا نہ عربی نہ عجمی
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

کتنا اچھا جذبہ ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے سب انسان انسان ہیں۔ اور انسانیت کے ناطے ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم سب کی خیر خواہی کریں۔ اسی طرح کا ایک اور شعر جو اپنے لئے ہے۔

الٰہی بچائیو مجھے دشمنی سے
تیری خلق سے میں وفا چاہتا ہوں

دیکھا آپ نے پہلے شعر میں تو خود ساری دنیا کا بھلا چاہتے ہیں اور دوسرے شعر میں ساری دنیا سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ اُن سے بھلائی کرے۔ ان سے وفا کرے اور ان سے دشمنی نہ کرے۔

● لاہور سے ساجدہ رشید جماعت نہم کی طالبہ ہے نے ایک نظم بھیجی ہے۔

ہم نے سو سال گزارے ہیں
تھکے ہیں نہ ہارے ہیں
ہر بچہ اور بوڑھا اور جوان
ان سب کے وارے نیارے ہیں
سب کا سب کے سب ہمیشہ سے
کرتے آئے نظارے ہیں

● اب ایک اور خط محمد سرور جاوید کا لکھا ہوا ہے۔ وہ بھی پاکستان سے باہر ہیں۔ ایک دفعہ الفضل میں لذت تحریر پر ایک نوٹ شائع ہوا تھا۔ اسی سلسلے میں انہوں نے بھی ایک بات لکھی ہے۔ کہتے ہیں۔

"ایک خاتون نے جو علاقے میں نئی نئی آئی تھیں۔ ہمسایوں کو متاثر کرنے کے لئے ایک زبردست دعوت کا اہتمام کیا اور علاقے کے ہر اہم آدمی کو شرکت کی دعوت دی۔ ان میں علاقے کے نامور ڈاکٹر صاحب بھی شامل تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے دعوت نامے کا جواب موصول ہوا۔ اس جواب کا ایک لفظ بھی اس خاتون کے پلے نہیں پڑا۔ اب میں کیا کروں۔ خاتون نے پرتشویش لہجے میں اپنے شوہر سے پوچھا۔ یہ پتہ چلنا ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب آرہے ہیں یا نہیں۔ میں ان سے فون پر تو معلوم نہیں کر سکتی۔ وہ سوچیں گے میں کتنی جاہل ہوں کہ ان کا رقعہ بھی نہیں پڑھ سکتی۔ شوہر کچھ دیر سوچتا رہا۔ اور پھر اسے کچھ سوجھی۔ تم یہ رقعہ کیمسٹ کے پاس لے جاؤ۔ وہ یقیناً ڈاکٹر کی تحریر پہچانتا ہوگا۔ اس نے بیوی کو مشورہ دیا خاتون نے مشورے پر عمل کیا کیمسٹ نے رقعہ پر ایک نظر ڈالی اور بغیر کچھ کہے رقعہ لے کر ڈسپنسری میں چلا گیا واپس آکر کہنے لگا۔ یہ لیجئے خاتون اس نے خاتون کی طرف ایک بوتل بڑھاتے ہوئے کہا۔ کھانے سے پہلے ایک چمچہ مکسچر پی لیا کیجئے۔

اچھا لطیفہ ہے نا۔ امید ہے ڈاکٹر صاحبان ہم سے ناراض نہیں ہو جائیں گے۔ یہ تو دلچسپی کی باتیں ہیں۔ میرا خیال ہے وہ خود بھی آپس میں بیٹھ کر ایسی باتیں ضرور کرتے ہوں گے۔ اگر اپنے متعلق نہیں تو دوسروں کے متعلق۔ باتیں تو ہر حال ہوتی ہی ہیں۔ اور دلچسپی کی باتوں کو دلچسپی کے انداز میں ہی دیکھا جائے تو بہتر ہے۔

● اب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک شعر حضور فرماتے ہیں:

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ ٹھٹھا ہم نے

اس شعر سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارا رویہ ان لوگوں کے متعلق کیا ہونا چاہیئے جو شدومد سے ہماری مخالفت کرتے ہیں حضور گالیاں سننے کے باوجود ان لوگوں کو دعائیں دیتے تھے۔ اگرچہ جوش تو آتا ہے لیکن حضور کے اس جوش پر رحم غالب آجاتا تھا اور غصے کی کیفیت کم ہو جاتی تھی۔ یہی ہمیں کرنا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں اور جوش میں آکر ہم بھی گالیاں دینے والوں کو گالیاں دینے لگیں۔ تو پھر ہم میں اور اُن میں فرق کیا ہوا۔

احمدیت کو قبول کرنے کا اصل مطلب تو یہ ہے کہ ہم دوسروں سے بہتر بن سکیں اور بہتر اسی طرح بن سکتے ہیں کہ بیشک وہ ہمیں گالیاں دیں۔ ہم ان کو دعائیں دیں۔ ہم کبھی ایسے جوش میں نہ آئیں جس پر ہمارا رحم غالب نہ ہو سکے اور ہمارا غصہ بڑھتا چلا جائے۔ بچپن ہی سے اگر

(باقی صفحہ ۴ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگاں

محمود مجیب اصغر

محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ کا ذکرِ خیر

گزشتہ دنوں اس عاجز کی والدہ محترمہ کا ۱۵ جنوری ۱۹۸۹ کو بروز اتوار ربوہ میں) انتقال ہوا اور ۱۶ جنوری کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی والدہ محترمہ نے ۶۷ سال عمر پائی۔

اس مضمون کے ذریعہ محترمہ والدہ کا کچھ ذکرِ خیر کرنا مقصود ہے.....

والدہ محترمہ کا نام "عزیزہ بیگم" تھا وہ پیدائشی احمدی تھیں۔ اس عاجز کی والدہ امام الدین صاحب اور فاطمہ بی بی صاحبہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ جن کی پیدائش ۱۹۲۲ میں ہوئی۔ والدہ صاحبہ کی عمر اس وقت صرف آٹھ نو سال کی تھی جب کہ اس عاجز کے نانا "امام الدین" صاحب وفات پا گئے۔ والدہ محترمہ اس کے بعد زیادہ تر اپنے بڑے بھائی محترم عبدالمالک صاحب کے پاس رہیں جو کہ الک کے ضلع میں ملازم تھے۔ حتیٰ کہ پندرہ سال کی عمر میں ان کی شادی ۱۹۳۷ء میں محترم میاں فضل الرحمٰن صاحب بسمل سے ہوئی۔ جس وقت والد صاحب کی شادی ہوئی اس وقت وہ صرف میٹرک پاس تھے اور کسی محکمہ میں کلرک تھے لیکن ان کی محنت اور والدہ محترمہ کے غیر معمولی تعاون اور خدمت کے عوض والد صاحب نے پرائیویٹ طور پر ادیب عالم، ایف اے اور پھر منشی فاضل اور بی اے پاس کر لیا اور پھر ایک سال لاہور ٹریننگ کالج میں داخل ہو کر بی ٹی پاس کر لی۔ جن دنوں والد صاحب بی ٹی کر رہے تھے ان دنوں والدہ محترمہ ہم سب بچوں کو لیکر علی الصبح مصلے پر بیٹھ جاتیں اور دعائیں کرواتیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور والد صاحب بی ٹی کرنے میں کامیاب ہو گئے

محترمہ والدہ صاحبہ نے عُسر اور یُسر میں نہایت صبر اور ہمت کے ساتھ وقت گذارا اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں نبھایا تنگی ترشی کر کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور بہت دعائیں کیں اور تربیت کا ہمیشہ خیال رکھا۔ اس عاجز کو یاد ہے کہ والدہ محترمہ جمعہ کے روز بیت النور احمدیہ بھیرہ میں باقاعدگی سے صفائی کرنے جایا کرتی تھیں اور ہمیں وضو کے لئے پانی کی ٹینکی بھرنے اور جمعہ کے لئے قناتیں لگانے اور صفیں بچھانے میں مدد کے لئے بھجوایا کرتی تھیں۔

جمعہ کے روز نہا دھو کر والدہ صاحبہ قدرے جلدی بیت النور میں چلی جاتیں اور بڑی باقاعدگی سے صلوٰۃ التسبیح پڑھتیں اور نوافل ادا فرماتیں۔ پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ اور جتنی دیر تک صحت نے اجازت دی بڑی کثرت سے نفلی روزے رکھتی تھیں ذکرِ الٰہی سے خاص شغف تھا اور قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث کی تحریک کے مطابق کام کرنے کے ساتھ ساتھ ذکرِ الٰہی کرتی رہتیں۔ درود و استغفار کثرت سے کرتیں اور مختلف طریقوں سے دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ اس عاجز نے اپنے بچپن سے شروع کر کے آخر تک بارہا اپنی والدہ محترمہ کو تہجد کی نماز پڑھتے دیکھا۔

غربا سے بڑی ہمدردی تھی اور ان کی خدمت کر کے خاص لطف محسوس کرتیں۔ مہمان نواز تھیں اور مہمانوں کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

سلسلہ کیلئے بہت محبت رکھتی تھیں اور غیرت و حمیت کا بارہا اظہار کرتی رہیں کبھی بھی مشکل سے مشکل وقت میں بھی انسان پر بھروسہ نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتی تھیں۔ اس عاجز نے جب انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخل ہونا تھا تو کسی نے کہا کہ وہاں تو بڑی سفارش چاہیئے اور بہت رقم کی ضرورت ہو گی تو کہنے لگیں ہمارے پاس تو خدا کی ہی سفارش ہے اور وہی رقم کا بھی بندوبست کریگا چنانچہ ساری پڑھائی کے دوران کبھی مالی تنگی نہیں آنے دی۔ اللہ تعالیٰ بھی غیب سے رزق کے سامان کر دیتا تھا۔

والدہ محترمہ کو قرآن کریم کی کئی سورتیں اور رکوع زبانی یاد تھے اور پڑھ کر اور زبانی بھی تلاوت کرتی رہتی تھیں۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا بہت شوق تھا ہماری بڑی بہن کو بڑی محنت سے نہایت چھوٹی عمر میں قرآن کریم ختم کروایا اور سب بچوں کے لئے یہی کوشش رہی کہ جلد از جلد قرآن کریم پڑھ جائیں۔ ہر ایک کے غم میں شریک ہوتیں اور ہر ایک کی دلی طور پر ہمدرد اور خیر خواہ تھیں بیماروں کی تیمارداری کرتیں اور جس قدر ممکن ہوتا مدد کرتیں اپنے ہاتھ سے لوگوں کی خدمت کرنا ان کا شیوہ تھا

۱۹۷۴ء کے ابتلاء میں ہمیں بھی قربانی دینی پڑی مکان جاتا رہا ربوہ منتقل ہونا پڑا تکلیف کے دن تھے بہت صبر سے کام لیا اور کبھی دکھ دینے والوں کے لئے بد دعا نہ کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور چند ہی سالوں میں ربوہ میں دس گنا اپنا مکان دے دیا۔ اکثر کہتی تھیں کہ دیکھو ہمیں خدا نے قربانی کے نتیجہ میں دس گنا دیا ہے۔ صفائی کا بہت خیال تھا سارے گھر بستر باورچی خانہ غسل خانہ صحن ہر چیز کی صفائی اہتمام سے کرتیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ شائد صفائی کے عوض خدا تعالیٰ مجھے بخش دے کیونکہ صفائی ایمان کا نصف حصہ ہے۔

امام جماعت اور خاندان حضرت اقدس کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ چند بار والدہ صاحبہ کے ساتھ ہم سب کو آئمہ سلسلہ سے ملاقات کا موقع ملا۔ امام وقت کی صحت و سلامتی کے لئے باقاعدگی سے نوافل پڑھتیں اور نفلی روزے رکھتیں اور دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (اللہ ان سے راضی ہو) اور حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ (اللہ ان سے راضی ہو) سے باقاعدہ ملنے اور دعا کروانے جایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ گرمیوں میں والدہ صاحبہ ربوہ سے باہر رہیں کچھ دیر بیمار بھی رہیں اور حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو ملنے کے لئے نہ جا سکیں انہوں نے کمال شفقت سے خاکسار کو خط لکھا کہ آپ کی والدہ صاحبہ کچھ عرصہ سے نہیں آ رہیں انہیں بھجوائیں چنانچہ والدہ صاحبہ فوراً تشریف لے گئیں اور ان سے سارے حالات عرض کئے اور معذرت کی۔ انہوں نے بڑی محبت کا اظہار فرمایا۔ خاندان میں سے انہیں حضرت صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ (جو حضرت فضل عمر کی صاحبزادی اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کی نواسی ہیں) سے خاص محبت تھی اور وہ بھی والدہ صاحبہ سے مل کر اپنا محبت کا اظہار فرماتیں کہ آپ میرے "نانکے" یعنی ننھیال ہیں کیونکہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کی نواسی ہونے کی وجہ سے بھیرہ سے منسوب ہوتی تھیں۔

والدہ محترمہ تمام رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتی تھیں اور ہر ایک کے دکھ سکھ میں شریک ہوتی تھیں جس رشتہ دار کو بھی کبھی مالی تنگی آئی جہاں تک ممکن ہوتا والدہ صاحبہ مدد فرمایا کرتی تھیں۔ والد صاحب کے ساتھ انکی وفا کا یہ عالم تھا کہ تقریباً ایک سال قبل جب اس عاجز کے ایک چچا کا بھیرہ میں انتقال ہوا تو والدہ صاحبہ نے بارہا اس بات کا اظہار کیا کہ اُن کی وفات سے انہیں اپنے بھائی کی وفات سے بھی زیادہ دکھ ہوا ہے جو چند سال قبل ہی فوت ہوئے تھے مجبوروں اور اسیروں کے لئے اُن کے دل میں خاص جذبہ تھا اور اُن کے لئے بہت دعائیں کیا کرتیں اور اُن کے ذکر پر ہمیشہ اُن کی آنکھوں سے ہم نے آنسو نکلتے دیکھے۔ صدقہ و خیرات کی طرف توجہ رہتی تھی اور مشکل اوقات میں دعاؤں اور صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ دیتیں۔

بچوں کی بیماری یا پریشانی یا سفر کی وجہ سے بعض اوقات ساری ساری رات جاگ کر دعائیں کرتی رہتیں شاید ایسی بہت کم مائیں ہوتی ہوں گی جو بچوں کے لئے اُس کے ساتھیوں کے لئے اُن شہروں اور ملکوں کے لئے جہاں بچے رہ رہے ہوں اُس ماحول کے لئے جہاں بچے رہ رہے ہوں یا گئے ہوں دعائیں کرتی ہوں گی۔ اور سب سے بڑھ کر حضور اور حضور کے اہل بیت اور خاندان حضرت اقدس اور ساری جماعت اور ساری بنی نوع انسان کے لئے دعائیں کرتی رہتی تھیں ساری عمر ہی خدا کی حمد کے نغمے گاتی رہیں اور خدا سے ہی اُن کو لگاؤ تھا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اہل بیت سے خاص محبت تھی۔ وفات والے دن تین بجے سہ پہر تک کاموں میں مصروف رہیں پھر نہائیں اپنی پسند کے کپڑے پہنے زیور زیب تن کیا اور چند ہی سیکنڈوں کی تکلیف سے رحلت فرما گئیں۔

احباب کرام سے والدہ صاحبہ کی بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اُن کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی ہم کو جو اُن کی اولاد ہیں توفیق دے۔ والد صاحب کی صحت اور عمر میں برکت دے

اے خدا بر تربتِ او ابرِ رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیتا النعیم

کیا آپ اپنے بچوں کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ وہ جمعہ کی نماز ادا کیا کریں۔ نماز کے بعد بڑے وقار کے ساتھ بیت سے باہر نکلیں اور جو کچھ خطبہ میں سنا ہو وہ اُن دوستوں کو بتائیں جنہوں نے نہ سُنا ہو۔ اس طرح وہ نیکی کرنے اور نیکی پھیلانے کا باعث بنیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کینیڈا میں صد سالہ جشن نہایت شاندار طریق سے منایا گیا

جوبلی کا جلسہ۔ جشن کا منانا یہاں نہایت شاندار طریق سے انجام پذیر ہوا۔ شہر کا سب سے بڑا ہال کرایہ پر لیا گیا۔ اسے سجایا گیا۔ اس میں نمائش لگائی گئی۔ قریباً دو ہزار آدمیوں کے کھانے کا انتظام تھا ان میں شہر کی میئر، پارلیمنٹ کے ۵ ممبران شامل تھے اور بعض بڑی بڑی ایسوسی ایشنز اور سوسائٹیوں کے عہدیداران، اخبار اور ٹی وی، ریڈیو کے نمائندگان شامل تھے۔ لوئر نوٹ سٹار جو یہاں کا بڑا اخبار ہے اس نے پہلے صفحہ پر تین کالمی نماز تہجد کی تصویر شائع کی۔ دیگر اخبارات نے خبریں دیں۔ وزیر اعظم کینیڈا، گورنر جنرل، وزیر اعلیٰ اونٹاریو، حزب اختلاف کے لیڈر، دوسری پارٹیوں کے لیڈروں نے پیغامات بھجوائے جلسہ میں خاکسار کو سیرت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر تقریر کرنے کی توفیق ملی۔

(حسن محمد خان عارف ــ کینیڈا)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

محترم ماسٹر حمید احمد صاحب سیالکوٹی جو تین سال سے بندش پیشاب سے بیمار تھے ۹ ۵/۸۹ کو تین بجے رات قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

محترم والد صاحب نے ۲۹ ۱۲/۲۷ کو سیدنا حضرت فضل عمر کے بابرکت ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ملازمت کا آغاز پیشہ معلمی سے کیا تھا اور اس عرصے میں آپ چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا میں رہائش پذیر رہے جون ۴۵ء میں زندگی وقف کر کے قادیان چلے گئے اور ہجرت کے بعد آپ ربوہ میں آباد ہو گئے جہاں آپ نے وفات پائی۔ اس دوران میں آپ نے کچھ عرصہ بطور دیہاتی مربی بعض مقامات پر کام کیا اور کچھ عرصہ مرکز احمدیت میں رہ کر تعمیر ربوہ کے سلسلہ میں خدمات سرانجام دیں اور کچھ مدت تعلیم الاسلام پرائمری سکول ربوہ میں بھی کام کیا۔ خدا کے فضل سے آپ کو بچوں کو پڑھانے کا ایک خاص ڈھنگ آتا تھا اور اس لحاظ سے ربوہ میں ہزاروں بچوں کو آپ نے تعلیم دی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ آپ کی بلندیٔ درجات کے دعا کریں نیز خدا تعالیٰ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں ان کے [redacted] بنائے۔

محمد یوسف ناصر

اعلانِ وفات

خاکسار کی والدہ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم محمد عبد اللہ صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ جہلم شہر مورخہ ۲۴ مارچ ۸۹ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ۵½ بجے شام قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

موصوفہ چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے موصیہ تھیں لہٰذا مورخہ ۲۵ مارچ بروز ہفتہ ان کا جسد خاکی ربوہ لے جایا گیا جہاں بیت المبارک ربوہ میں مکرم و محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے بعد نماز فجر نماز جنازہ پڑھائی اور ۹ بجے صبح بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ مولا کریم والدہ محترمہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے نیز ہم سب بہن بھائیوں اور سب عزیزان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

راجہ عبد الرشید

خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

سرزمین قادیان کا اولین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

بیکار نہ رہیئے
الیکٹریشن، ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ ٹریڈز میں
داخلہ شروع ہے مدت کورس ۱۶ ماہ
الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ
فنی تعلیمی بورڈ سے منظور شدہ فون ۵۹۲

خبریں

★ وفاقی و صوبائی محکموں کی بیشتر مزدور تنظیموں اور فیڈریشنوں نے اپنے اپنے مطالبات کے حق میں احتجاجی جلسوں جلوسوں اور بھوک ہڑتال کے علاوہ مکمل قلم چھوڑ ہڑتال کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جس سے دفتری امور معطل ہو کر رہ گئے ہیں۔ مزدور تنظیموں کے مطابق اگر حکومت نے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں انکی تنخواہوں میں اضافہ اور مراعات دینے کا اعلان نہ کیا تو وہ بجٹ کے بعد احتجاجی تحریک چلائیں گے اور پہیہ جام جیسی میں تحریکوں سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

★ واپڈا کے برقی نظام میں پن بجلی کی پیداوار رواں سال میں سب سے کم سطح پر پہنچ گئی ہے۔ جبکہ دوسری طرف ملک بھر میں گرمی کی شدت میں اضافہ کی وجہ سے ائر کنڈیشنروں کا برقی لوڈ بڑھ جانے کے باعث واپڈا فوری طور پر لوڈ شیڈنگ کے دورانیہ میں دگنا اضافہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں بجلی کی کھپت میں ۱۴۱ سو میگا واٹ کا اضافہ ہوا ہے۔

★ تنظیم آزادی فلسطین نے مقبوضہ عرب علاقوں میں انتخابات کرانے کے اسرائیلی منصوبے کو مسترد کر دیا ہے۔ تنظیم کی ایگزیکٹو کمیٹی نے گذشتہ روز تیونس میں اپنے دو روزہ اجلاس کے وفاقی بجٹ کو حتمی شکل دینے سے قبل رائے عامہ معلوم کی جائیگی اس سلسلہ میں مرکزی بورڈ آف ریونیو کے زیر انتظام نہری بجٹ سیمینار کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جسکے دو اجلاس ہونگے۔ اجلاسوں میں ٹیکسوں کے بارے میں مجوزہ اقدامات اور مالی پالیسیوں کا جائزہ لیا جائیگا۔

★ سندھ میں امن و امان اور جرائم کی صورتحال پر قابو پانے کے لئے وفاقی حکومت نے ایک بڑے آپریشن کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جس کے تحت قانون نافذ کرنے والے مختلف ادارے باہمی تعاون سے ایک مشترکہ مہم شروع کر کے مجرموں کو گرفتار کریں گے اور اس سلسلہ میں کسی کو گرفتار نہیں کیا جائے گا۔

★ کاربم کے ایک دھماکے میں لبنان کے مفتی اعظم سمیت ۱۷ افراد جاں بحق ہو گئے۔ مفتی اعظم کی کاروں کا جلوس مغربی بیروت سے گزر رہا تھا کہ ایک کار جس میں دھماکہ خیز مواد رکھا گیا تھا، دھماکے سے اڑ گئی جس کے نتیجہ میں یہ حادثہ پیش آیا۔

★ امریکی وزیر خارجہ جیمز بیکر نے روس میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو انقلابی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ مغرب کو چین اور روس کے مابین اچھے تعلقات کے قیام سے کوئی خطرہ نہیں بلکہ اس کے نتیجے میں عالمی استحکام پیدا ہوگا۔ انہوں نے روس کے ساتھ تجارت میں اضافہ کی تجویز پیش کی ہے۔

★ پولیس نے ایک مقامی اخبار کے دفتر پر حملہ کرنے کے الزام میں اسلامک یوتھ فورس کے صدر نصر اللہ کاکڑ کے دو رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اسلامک یوتھ فورس کے مرکزی ترجمان شبیر احمد کے ایک تحریری بیان میں کہا گیا ہے کہ یوتھ فورس کے مرکزی صدر نصر اللہ کاکڑ احتجاجاً خود سٹی تھانہ گئے اور گرفتاری پیش کی مگر انہیں گرفتار نہیں کیا گیا۔

★ مشرقی پنجاب میں انتہا پسندوں کی کارروائیاں بڑھ گئی ہیں۔ سکھ انتہا پسندوں نے ہندو افسر سمیت ۹ افراد کو گولی مار دی۔ ایک رپورٹ کے مطابق گذشتہ ایک سال میں ۵۵۰ افراد اس تحریک کی نذر ہو چکے ہیں۔

★ وفاقی حکومت نے منشیات کی سمگلنگ روکنے کے لئے انٹرپول کی ایک تجویز سے اتفاق کیا ہے جس کے تحت پاکستان سمیت برطانیہ، امریکہ، کینیڈا اور ہانگ کانگ پر مشتمل ایک انٹرنیشنل اینٹی نارکوٹیکس فورس کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس فورس کے قیام کے ۳۵ فیصد اقدامات حکومت پاکستان کرے گی۔